مذہب شیعہ پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات

(کتب اہل سنت کی روشنی میں)

تالیف: شیخ نجم الدین طبسی

ترجمہ: محمد اسماعیل اعوان

ناشر: ابوطالبؑ انٹرنیشنل اسلامک انسٹی ٹیوٹ لاہور پاکستان

E.MAIL:ABUTALIB1214@YAHOO.COM

WWW.QURANOAHLBAIT.COM

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: مذہب شیعہ پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات (کتب اہل سنت کی روشنی میں)

نام مؤلف: شیخ نجم الدین طبسی

نام مترجم: محمد اسماعیل اعوان

نظر ثانی: ناظم حسین اکبر

کمپوزنگ: محمد میثم تمار

تعداد صفحات: 52

ایڈیشن: دوسرا، 2013

تعداد: 5000

پیشکش: الفجر اکیڈمی پاکستان

ناشر: ابوطالبؑ انٹرنیشنل اسلامک انسٹیٹیوٹ لاہور پاکستان

ملنے کا پتہ

1۔ ابوطالبؑ اسلامک انسٹیٹیوٹ لاہور فون نمبر 03004442700

2۔ جامعہ شیر شاہ اینڈ ابوطالب اسلامکؑ انسٹیٹیوٹ محبّ پور سادات خوشاب فون نمبر 03317610191

3۔ جامعہ امام زین العابدینؑ چک 44 کالا شاہ کاکو ضلع شیخوپورہ

4۔ ابوطالبؑ اسلامک انسٹیٹیوٹ روہڑی صوبہ سندھ 03213118904

5۔ جامعہ زینب بنت علی علیہ السّلام لاہور

6۔ ادارہ اصلاح لکھنؤ انڈیا 0091959895666

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست کتاب

حرف ناشر.. 7

مقدمہ مؤلف.. 9

سوال نمبر 1: سب سے پہلے کس شخص نے پیغمبرؐ کی قبر مبارک کی زیارت سے روکا؟.... 10

سوال نمبر 2: کیا پیغمبرؐ کی قبر مبارک کو مس کرنا یا اس کی خاک کو تبرّک کے طور پر اٹھانا جائز ہے ؟ اور کیا صحابہ کرام میں سے کسی نے ایسا عمل انجام دیا؟.. 11

سوال نمبر 3: کیا مذاہب اربعہ کے علماء تبرّک، منبر مبارک، قبر مبارک یا دیگر اولیاء خدا کی قبور کو مس کرنے کو جائز سمجھتے ہیں؟.................................. 12

سوال نمبر 4: اہل سنّت کے اپنے بزرگوں کی قبر سے تبرک حاصل کرنے کا ایک نمونہ بیان کریں؟.. 14

سوال نمبر 5: کیا غیر خدا سے حاجت طلب کرنا جائز ہے؟.............................. 15

سوال نمبر 6: زیارت قبور کے جائز ہونے پر کونسی دلیل موجود ہے؟.................. 18

سوال نمبر 7: کیا یہ حدیث ((لاتشُدّ الرّحال الاّ الی ثلاثة مساجد...)) قبروں پر جانے سے منع نہیں کر رہی؟.. 20

سواال نمبر 8: کیا اس حدیث ((لعن الله زائرات القبور)) کے باوجود بھی عورتیں قبروں پر جاسکتی ہیں؟.. 22

سوال نمبر 9: کیا انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی قبور کے پاس کھڑے ہوکر نماز پڑھنا یا دعا کرنا جائز ہے؟.. 24
سوال نمبر 10: کیا یہ حدیث (خدا لعنت کرے یہود پر کہ انہوں نے اپنے بڑوں کی قبروں کو مسجد بنا لیا. اسی طرح یہ حدیث (پروردگارا! میری قبر کو بت قرار نہ دینا) قبر پیغمبرؐ اور دوسری قبور کے پاس نماز پڑھنے یا دعا مانگنے سے منع نہیں کر رہی ہے؟...................... 26
سوال نمبر 11: کیا شریعت اسلام میں قبروں پر گنبد اور ضریح وغیرہ بنانے سے منع کیا گیا ہے؟.. 29
سوال نمبر 12: کیا یہ حدیث ((نهى رسول الله ﷺ أن يجصص القبر وأن يعقد عليه وأن يبنى عليه)) روضوں کے بنانے سے نہی کر رہی ہے؟.. 32
سوال نمبر 13: کیا قبور پر چراغ وغیرہ کا روشن کرنا شرعی طور پر اشکال رکھتا ہے؟... 33
سوال نمبر 14: کیا زندہ یا مردہ اولیاء اللہ کے لئے منت ماننا جائز ہے؟........... 34
سوال نمبر 15: عزاداری اور جشن میلاد النبیؐ وغیرہ کے بارے میں اسلام کا کیا نظریہ ہے؟.. 36
سوال نمبر ١٦: کیا اہل سنّت علماء بھی متعہ کو جائز سمجھتے ہیں؟........................ 38
سوال نمبر 17: کس لئے شیعہ حضرات ہاتھ باندھ کر نماز نہیں پڑھتے؟........... 40
سوال نمبر 18: نماز تراویح کیا ہے اور کس لئے اہل سنّت اس کے ادا کرنے پر اس قدر مصر

ہیں؟.. 43

سوال نمبر 19: کیا بدعت کو اچھی اور بری دو قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے اور اچھی بدعت سے مراد کیا ہے؟... 45

سوال نمبر۲۰: وہ روایات جن میں یہ بیان ہوا ہے کہ حضرت علی علیہ السّلام نماز تراویح پڑھا کرتے یا اس کے لئے امام مقرر کرتے، انہیں نماز تراویح کے بدعت ہونے والی روایات کے ساتھ کیسے جمع کیا جا سکتا ہے؟.. 46

سوال نمبر 21: کیا جملہ ((الصّلاۃ خیر من النوم)) شروع ہی سے اذان میں موجود تھا یا بعد میں اضافہ کیا گیا؟... 47

سوال نمبر 22: کیا یہ جملہ ((حی علی خیر العمل)) اذان کا حصّہ ہے اور اسے صحابہ کرام وتابعین میں سے کسی نے پڑھا ہے؟...................................... 49

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

حرف ناشر

خداوند متعال کا لاکھ لاکھ شکر کہ جس نے ابو طالب علیہ السّلام انٹرنیشنل اسلامک انسٹی ٹیوٹ کو مکتب محمد و آل محمد علیہم السّلام کی خدمت کی یہ توفیق عطا فرمائی کہ دنیا کے گوش و کنار تک اپنے علمی آثار کو پہنچا سکے اور الحمدللہ مومنین کرام کی مدد سے مفت کتب کی ترسیل کا یہ سلسلہ مسلسل تین سال سے جاری ہے اور انشاء اللہ جاری رہے گا۔ گذشتہ تین سالوں میں بیس سے زیادہ موضوعات پر ایک لاکھ سے زائد کتب پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش اور نپال کے مومنین کرام تک پہنچائی گئیں اور اس وقت جو کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے یہ مایہ ناز محقق شیخ نجم الدین طبسی دامت برکاتہ کی محققانہ کاوش ہے۔ ان کی شخصیت علمی دنیا میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے اور ان کی کتب میں وسعت نظر، عمیق بصیرت، ظرافت طبع اور باریک بینی خود ان کے وسیع مطالعہ اور بے پناہ علمی صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ عصر حاضر میں ان جیسا نابغہ روزگار محقق نہایت ہی مشکل سے ملتا ہے جس نے اپنی ساری زندگی دین مبین اسلام کے دفاع کے لیے وقف کر دی ہو۔

چونکہ آج کل کچھ شر پسند عناصر عالمی حالات کی نزاکت سے غلط فائدہ اٹھاتے ہوئے حقائق پر پردہ ڈال کر بعض قرآنی آیات و احادیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا من پسند مفہوم بیان کر کے اصلاح کے نام پر سادہ مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ایجاد کرتے ہوئے اتحاد بین المسلمین کا شیرازہ بکھیرنا چاہتے ہیں لہذا محقق محترم نے ایسے کچھ اختلافی سوالات کے قرآن

وسنت اور اہل سنت کی معتبر کتب سے مدلل جوابات پیش کیے ہیں تا کہ یہ غلط فہمی دور ہو سکے کہ شیعہ مذہب کے عقائد اسلام سے ہٹ کر کوئی دوسرے عقائد ہیں جیسا کہ آج کل وہابیوں کے دستر خوان پر پلنے والے چند ملاؤں نے عوام کو بے وقوف بنانے کا یہ سلسلہ جاری کرر کھا ہے۔ امید ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ شیعہ سنی باہمی اختلافات اور دوریوں کے کم ہونے کا باعث بنے گا۔

آخر میں اپنے عزیز محمد اسماعیل کا شکریہ ادا کروں گا جنہوں نے اس کتاب کے مومنین کرام کے ہاتھوں پہنچانے میں مدد فرمائی۔ خداوند متعال انہیں ایسے ہی نیک کاموں کی مزید توفیق عطا فرمائے۔

والسّلام

ناظم حسین اکبر بانی ادارہ

22/12/2012

مقدمہ مؤلف

الحمدللہ ربّ العالمین وصلی اللہ علی محمد وأھل بیتہ الطاھرین سیّماالامام الثانی عشر الحجۃ بن الحسن العسکری علیہ لسّلام.

موجودہ کتابچہ ان بعض سوالات کے جوابات کا مجموعہ ہے جنہیں کلاس کے دوران بیان کیا گیااور پھر اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے اہل سنت کے معتبر منابع کے حوالہ جات کے ساتھ انتہائی سلیس انداز میں مرتب کر کے عوام کے سامنے پیش جارہا ہے.

امیدوار ہیں کہ قارئین محترم اسے مطالعہ کرنے کے بعد دوسروں تک بھی پہنچائیں گے اور اگر کہیں پر کوئی ابہام دکھائی دے تو مؤلف سے رابطہ فرمائیں گے. انشاءاللہ آئندہ مفصل جوابات بیان کیئے جائیں گے.

نجم الدین طبسی

22 ربیع الثانی 1422 ہجری

ا۔ ان سوالات کے مفصل جوابات حاصل کرنے کے لئے مؤلف محترم کی کتاب ((وہابی افکار کا ردّ)) کا مطالعہ فرمائیں. یہ کتاب ابوطالبؑ انٹرنیشنل اسلامک انسٹیٹیوٹ لاہور سے اُردو زبان میں چھپ چکی ہے. (مترجم)

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

سوال نمبر 1: سب سے پہلے کس شخص نے پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت سے روکا؟

جواب: اہل سنّت کے معتبر عالم دین حاکم نیشاپوری (متوفٰی 405ھ) داؤد بن صالح سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دن مروان بن حکم نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنے رخسار قبر مبارک پر رکھے ہوئے راز و نیاز کر رہا تھا مروان نے اسے گردن سے پکڑا اور کہا: کیا تجھے معلوم ہے کہ کیا کر رہا ہے؟! اسکے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ پتھر اور خاک ہے اس کی زیارت سے کیا چاہتا ہے؟ زائر رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیارا صحابی ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھا. انہوں نے جواب میں فرمایا: ہاں میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں کہ کیا کرنے آیا ہوں! میں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا بلکہ اپنے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا ہوں میں نے رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے:

((دین پر اسوقت تک مت گریہ کرو جب تک اس کی سرپرستی اہل لوگ کر رہے ہیں. مگر اسوقت گریہ کرو جب نااہل لوگ اس کے سرپرست بن کر بیٹھ جائیں.))

تعجب کی بات تو یہ ہے کہ اس حدیث کو اہل سنت کے امام حاکم نیشاپوری اور علم رجال کے ماہر امام ذہبی نے صحیح قرار دیا ہے! جس سے واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی فکر کے موجد بنوامیہ بالخصوص مروان بن حکم ہے جسے رسالت مآبؐ نے ملک بدر کیا تھا. (1)

1۔ مستدرک حاکم، ج۴، ص۵۶۰.

سوال نمبر 2: کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کی قبر مبارک کو مس کرنا یا اس کی خاک کو تبرّک کے طور پر اٹھانا جائز ہے؟ اور کیا صحابہ کرام میں سے کسی نے ایسا عمل انجام دیا؟

جواب: ۱۔ جی ہاں! رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی اکلوتی بیٹی حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کی قبر مبارک کی مٹی اٹھا کر اپنی آنکھوں پر لگائی اور چند اشعار پڑھے.(۱)

۲۔ صحابی رسولؐ، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنا رخسار قبر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ پر رکھا(2)

۳۔ مؤذن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ، حضرت بلال حبشی نے اپنے کو قبر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ پر گرایا اور اپنا بدن اس پر ملنا شروع کیا: ((فجعل یبکی عنده ویمرّغ علیه))(3)

۴۔ عبداللہ بن عمر قبر مبارک پر ہاتھ رکھا کرتے.(4)

۵۔ ابن منکدر تابعی اپنے رخسار قبر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ پر رکھا کرتے اور کہتے: مجھے جب کوئی مشکل پیش آتی یا کسی کو بھول جاتا یا زبان میں لکنت پیدا ہوتی تو قبر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ سے شفا اور مدد طلب کرتا.(5)

1۔ ارشاد السّاری، ج ۳، ص ۳۵۲.

2۔ مستدرک حاکم، ج ۴، ص ۵۶۰؛ وفاء الوفاء، ج ۴، ص ۱۴۰۴.

3۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۱، ص ۳۵۸؛ اسد الغابہ، ج ۱، ص ۲۰۸.

4۔ شرح الشفاء، ج ۲، ص ۱۹۹.

5۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۳، ص ۲۱۳.

سوال نمبر 3: کیا مذاہب اربعہ کے علماء تبرّک ،منبر مبارک ،قبر مبارک یا دیگر اولیاء خدا کی قبور کو مس کرنے کو جائز سمجھتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! اہل سنّت کے امام احمد بن حنبل ،رملی شافعی ،محبّ الدین طبری ،ابوالصیف یمانی مکّہ مکرّمہ کا معروف عالم دین ،زرقانی مالکی ،عزامی شافعی اور دیگر علماء نے یوں اس سلسلے میں فرمایا ہے:

۱۔عبداللہ بن احمد بن حنبل کہتے ہیں: میں نے اپنے والد بزرگوار سے سوال کیا کہ منبر رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تبرّک کے طور پر مس کرنا اور اسے چومنا یا قبر مبارک کو تبرّک کے طور پر مس کرنا اور ثواب کی نیت سے اسے چومنا کیا حکم رکھتا ہے تو انہوں نے فرمایا: اس میں کوئی عیب نہیں ہے.(1)

۲۔رملی شافعی کہتے ہیں: پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک یا کسی عالم و ولی اللہ کی قبر سے تبرّک حاصل کرنا جائز ہے اور اس کا بوسہ لینا یا اس پر ہاتھ ملنا کوئی اشکال نہیں رکھتا.(2)

۳۔محبّ الدین طبری شافعی لکھتے ہیں: قبر پر ہاتھ رکھنا اور اسے چومنا جائز ہے اور یہ علماء وصالحین کی سیرت رہی ہے.(3)

1۔الجامع فی العلل ومعرفۃ الرّجال ،ج ۲،ص ۳۲ ،وفاء الوفاء ،ج ۴،ص ۱۴۱۴.

2۔کنز المطالب ،ص ۱۲۹.

3۔اسنی المطالب ،ج ۱،ص ۳۳۱.

۴۔تاریخ میں یہ بات ثابت ہے کہ لوگ پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک بلکہ پورے مدینہ منورہ کی خاک کو تبرّک کے پر اٹھا کر لے جایا کرتے .اسی طرح روایات میں بھی بیان ہوا ہے کہ مدینہ منورہ کی خاک ہر طرح کے درد اور جذام وغیرہ کے لئے شفا ہے.

زرکشی کا کہنا ہے: حرمین شریفین کی خاک کے اٹھانے کے بارے میں نہی سے حضرت حمزہ کی تربت کی خاک کے اٹھانے کے جواز کو استثنٰی کیا گیا ہے اس لئے کہ سر درد کی بیماری کے لئے اس خاک کے اٹھا کر لے جانے کے جواز پر سب کا اتفاق ہے.(1)

ابو سلمہ پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ((**غبار المدینة یُطفی الجذام**)).

ابن اثیر جزری نے رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے: ((**والّذی نفسی بیده انّ فی غبارها جفاء من کلّ داء**)).مجھے اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مدینہ منورہ کے غبار میں ہر مرض کے لئے شفا پائی جاتی ہے.

سمھودی لکھتے ہیں: ((صحابہ کرام اور دوسرے لوگوں کی سیرت یہ تھی کہ قبر پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاک کو اٹھا کر لے جایا کرتے))(2)

1۔وفاء الوفاء، ج۱،ص۶۹.

2۔وفاء الوفاء، ج۱،ص۵۴۴.

سوال نمبر 4: اہل سنّت کے اپنے بزرگوں کی قبر سے تبرک حاصل کرنے کا ایک نمونہ بیان کریں؟

جواب: ذیل میں ہم اس کے دو نمونے بیان کرر ہے ہیں:

۱۔صحابہ رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت سعد بن معاذ کی قبر اور اس کی خاک سے تبرّک

معروف علمائے اہل سنّت ابن سعد اور ذہبی لکھتے ہیں: ایک شخص نے سعد بن معاذ (رضی اللہ عنہ) کی قبر سے تھوڑی سی خاک اٹھائی اور اس کی طرف دیکھا تو وہ اچانک مشک میں تبدیل ہوگئی.(1)

۲۔عبداللہ حدّانی کی قبر سے تبرّک

ابونعیم اصفہانی اور ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں: حدانی ۱۸۳ھ آٹھ ذی الحج یوم ترویہ کو قتل ہوئے لوگ ان کی قبر کی خاک کو مشک سمجھ کر اٹھا کر لے جاتے اور اسے اپنے لباس میں رکھا کرتے. (2)

1۔طبقات الکبریٰ، ج۳،ص۱۰؛ سیر اعلام النبلاء، ج۱،ص۲۸۹.

2۔حلیۃ الأولیاء، ج۲،ص ۲۵۸؛ تہذیب التہذیب، ج۵،ص ۳۱۰.اسی طرح بخاری اور ابن تیمیہ کی قبر کے بارے میں بھی اسی طرح کے اقوال نقل ہوئے ہیں.اس بارے میں مزید مطالعہ کے لئے طبقات الشافعیہ، ج۲،ص۲۳۳؛ سیر اعلام النبلاء، ج۱۲،ص۴۶۷؛ البدایۃ والنھایۃ، ج۱۴،ص۱۳۶.

سوال نمبر 5: کیا غیر خدا سے حاجت طلب کرنا جائز ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص کہے کہ یا رسول اللہ! میری حاجت پوری فرما اور اس کا مقصد رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واسطہ اور شفیع قرار دینا ہو تا کہ اس کی دعا قبول ہو تو اس میں کوئی اشکال نظر نہیں آتا. ہمارے پاس بہت سی آیات موجود ہیں جن میں خداوند متعال فعل کے صادر ہونے کو بظاہر اپنے بندوں کی طرف نسبت دے رہا ہے:

۱۔...وارزقوھم فیھا واکسوھم ... (1)

۲۔وما نقموا الاّ أن أغناھم اللہ ورسولہٗ ... (2)

۳۔ ولو أنّھم رضوا ما آتاھم اللہ ورسولُہٗ ... (3)

اگرچہ بے نیازی صفت خدا ہے لیکن ان آیات میں خداوند متعال نے پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین کو رزق کے دینے اور بے نیازی میں شریک قرار دیا ہے، اس کے علاوہ صحابہ کرام کو جب بھی مشکل پیش آتی تو وہ قبر پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متوسل ہوتے.

---

1. سورہ نساء، آیت نمبر ۵.

2۔ سورہ توبہ، ۷۴.   3۔ سورہ توبہ، ۵۹.

عسقلانی کہتے ہیں: حضرت عمر کی خلافت کے زمانے میں لوگ قحط سالی کا شکار ہوئے تو ایک شخص نے پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر جا کر کہا: ((**استسق اُمّتک فانّھم ھلکوا ...**)) (یا رسول اللہ!) اپنی امت کو سیراب فرمائیں، وہ ہلاک ہو رہی ہے.(1) اسی طرح اہل سنت کی بزرگ شخصیات ابن حبان، ابن خزیمہ، اور شیخ الحنابلہ ابو علی خلال مشکل کے وقت اہل بیت علیہم السلام کی قبور سے متوسل ہوا کرتے تھے.

الف) ابن حبان (متوفٰی ۳۵۰ھ) کتاب الثقات میں لکھتے ہیں:

میں کئی بار علی بن موسٰی رضا علیہ السلام کی قبر کی زیارت کے لئے مشرف ہوا اور جتنی مدت طوس میں رہا، جب کبھی مجھے کوئی مشکل پیش آتی تو میں ان کی قبر پر جا کر خداوند متعال سے حاجت طلب کرتا تو الحمدللہ میری وہ حاجت پوری ہو جاتی. اور میں نے اسے بارہا تجربہ کیا ہے.(2)

ب) ابن خزیمہ:

وہ بخاری اور مسلم کے استاد اور شیخ الاسلام کے لقب سے معروف ہیں ان کے ایک شاگرد محمد بن مؤمل کہتے ہیں: میں اپنے استاد ابن خزیمہ اور دیگر اساتیذ کے ہمراہ علی بن موسٰی رضا علیہ السلام کی قبر کی زیارت کے لئے طوس گیا. میرے استاد ابن خزیمہ نے اس بقعہ کے برابر رک

---

1. فتح الباری، ج ۲، ص ۵۵۷.

2۔ کتاب الثقات، ج ۸، ص ۴۵۶.

کر اس قدر تواضع کا اظہار کیا کہ سب تعجب کرنے لگے.(1)

ج) شیخ الحنابلہ ابو علی خلال کہتے ہیں: مجھے جب بھی کوئی مشکل پیش آتی ہے تو میں موسٰی بن جعفر علیہ السلام کی قبر کی زیارت کرتا ہوں اور ان سے متوسّل ہوتا ہوں تو خداوند متعال میری مشکل حل کر دیتا ہے.(2)

د) محمد بن ادریس شافعی قبر ابو حنیفہ اور احمد بن حنبل قبر شافعی پر متوسل ہوا کرتے.(3)

ھ) مسلمان حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر پر متوسل ہو کر باران رحمت کی دعا کیا کرتے.(4)

و) ابن خلکان اور ذہبی کہتے ہیں: لوگ طلب باران کے لئے ابن فورک اصفہانی (م ۴۰۶ ھ) کی قبر سے متوسل ہوا کرتے.(5)

اہم ترین نکتہ یہ ہے کہ اہل سنت علماء نے صراحتا لوگوں کو توسل اور استغاثہ کی تشویق دلائی ہے.

1۔ تہذیب التہذیب، ج ۷، ص ۳۳۹.

2۔ تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۱۲۰.

3۔ مناقب ابو حنیفہ، ج ۲، ص ۱۹۹.

4۔ مستدرک حاکم، ج ۳، ص ۵۱۸.

5۔ وفیات الاعیان، ج ۴، ص ۲۷۲؛ سیر اعلام النبلاء، ج ۱۷، ص ۲۱۵؛ اسی طرح بخاری سے متعلق بھی نقل ہوا ہے. اس کے لئے طبقات الشافعیہ، ج ۱۲، ص ۴۶۹؛ اور ج ۲، ص ۲۳۴ پر رجوع کریں.

قسطلانی کہتے ہیں: زائر کے لئے سزاوار یہ ہے کہ وہ قبر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کنارے کھڑے ہوکر بے تابی سے استغاثہ وتوسل کرے اور شفاعت طلب کرے. خداوند متعال اس کے حق میں شفاعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبول کرے گا.(1)

سوال نمبر 6: زیارت قبور کے جائز ہونے پر کونسی دلیل موجود ہے؟

جواب: اس سوال کے جواب میں قرآن وسنت اور سیرت صحابہ کرام میں سے ہر ایک سے دلیل بیان کی جاسکتی ہے:

دلیل اوّل: قرآن کریم: ارشاد باری تعالیٰ ہورہا ہے:

((ولو أنّهم اذظلموا أنفسهم جاؤوک...))(2)

ترجمہ: اور کاش جب ان لوگوں نے اپنے نسف پر ظلم کیا تھا تو آپ کے پاس آتے اور خود بھی اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرتے اور رسول بھی ان کے حق میں استغفار کرتے تو یہ خدا کو بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پاتے.

یہ آیت مجیدہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں اور زندگی کے بعد بھی مسلمانوں کو آپ کی قبر مبارک کی زیارت کی ترغیب دلا رہی ہے، جیسا کہ معروف عالم اہل سنت سبکی نے لکھا ہے: علماء نے اس آیت مجیدہ سے عموم (زندگی اور موت کے بعد) کا استفادہ کیا ہے چونکہ

1۔ المواہب اللدنیہ، ج ۳، ص ۴۱۷.

2۔ سورہ نساء، آیت نمبر ۶۴.

احادیث مبارکہ میں پیغمبرؐ سے نقل ہوا ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسّلام نے فرمایا:

((حیاتی خیر لکم تحدثون ونحدث لکم ووفاتی خیر لکم تعرض علیّ أعمالکم ...))

میری زندگی اور موت دونوں تمہارے لئے بہتر ہیں تمہارے اعمال میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں...(1)

دوسری دلیل: سنّت پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

بہت سی احادیث مبارکہ میں آپ ؐ کی قبر مبارک کی زیارت کرنے کا حکم دیا گیا ہے جن میں سے ایک یہ ہے:

((من زار قبری وجبت لہٗ شفاعتی))(2)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی.

تیسری دلیل: سیرت صحابہ کرام:

اہل سنت کے معروف علماء عبدالرزاق، بیہقی اور ابن عبدالبر نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا ہر جمعہ کی رات کو اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر جاتیں ،وہاں پر نماز ادا کرتیں اور گریہ کیا کرتیں.

1۔ طرح التثریب، ص ۲۹۷.

2۔ السنن الکبریٰ، ج ۵، ص ۲۴۵.

حاکم نیشاپوری کہتے ہیں: اس روایت کے سلسلہ سند میں تمام راوی ثقہ ہیں.(1)

سوال نمبر 7: کیا یہ حدیث ((لاتشُدّ الرّحال الاّ الی ثلاثةمساجد...)) قبروں پر جانے سے منع نہیں کر رہی؟

جواب: نہیں! یہ حدیث اس مطلب پر دلالت نہیں کر رہی اور اس کی دلیل ذیل میں ذکر کی جا رہی ہے:

الف: قسطلانی نے تاکید کی ہے کہ یہاں پر مستثنیٰ منہ لفظ (مسجد) ہے(2) لہذا اس کا قبر کی زیارت کے قصد سے سفر کرنے کے حرام ہونے سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے.

ب: اس حدیث پر عمل کرنا ممکن ہی نہیں ہے اس لئے کہ اگر اس کے متن کو صحیح مان بھی لیا جائے تو بھی یہ پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واضح عمل کے مخالف ہے. چونکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ہفتہ کے دن مسجد قبا تشریف لے جایا کرتے، جبکہ حدیث یہ بیان کر رہی کہ تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف سفر کرنا حرام ہے.

ج: صحابی پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا شام سے قبر پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے قصد سے مدینہ منورہ سفر کرنے کا واقعہ معروف ہے.

1۔ مصنف عبدالرّزاق، ج ۳، ص ۵۷۶؛ السّنن الکبریٰ، ج ۴، ص ۱۳۱؛ تمہید شرح موطأ، ج ۳، ص ۲۳۴؛ شفاء السّقام ص ۴۴ اور وفاء الوفاء، ج ۴، ص ۱۳۴۰ پر نقل ہوا ہے کہ حضرت عمر اور عبداللہ بن عمر سفر سے واپسی پر سیدھے قبر پیغمبر علیہ وسلم کی زیارت کرنے جاتے.

2۔ ارشاد الساری فی شرح الصحیح البخاری، ج ۲، ص ۳۳۲.

د۔ شیعہ و سنی علماء نے پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کے قصد سے سفر کرنے کو راجح قرار دیا ہے اور ابن تیمیہ کے اس نظریہ کو سختی سے مسترد کر دیا کہ قبر مبارک کے قصد سے سفر کرنا حرام ہے.

ا۔ قسطلانی کہتے ہیں: ((قول ابن تیمیه حیث منع زیارة قبر النبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم وهو من أبشع المسائل المنقولة عنه))

ابن تیمیہ سے نقل کئے جانے والے اقوال میں سے بدترین قول اس کا قبر پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے منع کرنا ہے.(1)

۲۔ غزالی کہتے ہیں: ((کلّ من یتبرّک بمشاهدته صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی حیاته ،یتبرّک بزیارته بعد وفاته ویجوز شدّ الرّحال بهذاالغرض))(2)

جو شخص پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارک میں ان سے متبرک ہوتا تھا وہ آپ ؐ کی رحلت کے بعد آپ کی قبر کی زیارت سے متبرک ہو سکتا ہے نیز قبر مبارک کی زیارت کے قصد سے سفر کرنا جائز ہے.

ھ۔ شیعہ و سنی معتبر کتب میں ایسی احادیث بیان ہوئی ہیں جو قبروں پر جانے کی تاکید کر رہی ہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل روایت:

1۔ ارشاد السّاری، ج ۲، ص ۳۲۹.

2۔ احیاء العلوم، ج ۱، ص ۲۵۸.

عن النّبیؐ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ((نهيتكم عن زيارة القبور ألا فزوروها))(1)
میں نے تمہیں قبروں پر جانے سے روکا تھا لیکن اب تم ان کی زیارت کیا کرو.

جمہور اہل سنت نے اس حدیث مبارکہ میں لفظ (فزوروها) سے استحباب کا معنی سمجھا ہے
جبکہ ابن حزم نے اس سے مراد وجوب لیا ہے.(2)

سوال نمبر 8: کیا اس حدیث ((لعن الله زائرات القبور)) کے باوجود بھی عورتیں
قبروں پر جا سکتی ہیں؟

جواب: اس سوال کا جواب یوں دیا جا سکتا ہے:

الف) متعدد احادیث میں آیا ہے کہ حضرت عائشہ اور حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا قبروں
پر جایا کرتیں جیسا کہ سنن کبرٰی میں ذکر ہوا:

((انّ فاطمة كانت تزور قبر عمّها حمزة كلّ جمعة فتصلّى وتبكى عندهُ))
(3)

حضرت زہر(اسلام اللہ علیہا) ہر جمعہ کی رات اپنے چچا حضرت حمزہ (رضی اللہ عنہ) کی قبر کی
زیارت کرنے جاتیں، وہاں نماز ادا کرتیں اور گریہ کیا کرتیں.

---

1. صحیح مسلم، ج۳، ص۶۵.
2۔ التاج الجامع للأصول، ج۱، ص۳۸۱.
3۔ السنن الکبرٰی، ج۴، ص۱۳۲؛ مصنف عبدالرزاق، ج۳، ص۵۷۲.

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں: ((رأیت عائشة تزور قبر أخیها عبدالرّحمٰن و مات بالحبشة و قُبر بمکّة))(1)

میں نے حضرت عائشہ کو دیکھا کہ وہ اپنے بھائی عبدالرّحمٰن کی قبر کی زیارت کر رہی ہیں...وہ حبشہ (مکّہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے) میں مرے اور مکّہ میں دفن کئے گئے.

ب) یہ حدیث بریدہ کی نقل کردہ حدیث سے نسخ ہو چکی ہے یا اس سے متعارض ہے جیسا کہ ذہبی اور حاکم نیشاپوری نے اس کو صراحتا بیان کیا ہے.اور حدیث بریدہ یہ ہے:

((نهٰی رسول الله صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن زیارة القبور ثمّ أمر بزیارتها))(۲)

پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں پر جانے سے منع فرمایا اور پھر ان کی زیارت کا حکم دیا.

ج) اہل سنّت علماء نے یوں فتوٰی دیا ہے کہ عورتوں کا قبروں کی زیارت کے لئے جانا مستحب ہے:

ابن عابدین کہتے ہیں: ((هل تستحبّ زیارة قبره صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم للنّساء؟الصّحیح من مذهبنا و هو قول الکرخی و غیره : من أنّ الرّخصة فی زیارة القبور ثابتة للرّجال و النّساء جمیعا فلا اشکال و أمّا علی غیره فذلک نقول

---

1. مصنّف عبدالرّزاق، ج۳،ص۵۷۰؛ معجم البلدان، ج۲،ص۲۱۴.

2. السّنن الکبرٰی، ج۳،ص۵۷۰؛ مستدرک حاکم، ج۱،ص۳۷۴.

بالاستحباب لاطلاق الأصحاب بل قيل واجبة .))(۱)

کیا عورتوں کا قبر پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنا مستحب ہے؟ ہمارے مذہب کے مطابق صحیح قول وہی ہے جسے کرخی اور دیگر نے بیان کیا ہے کہ قبروں کی زیارت میں مردوں اور عورتوں سب کو اجازت دی گئی ہے.............

د) یہ حدیث جس میں قبروں کی زیارت سے منع کیا گیا تین واسطوں سے نقل ہوئی ہے جو تینوں کے تینوں ضعیف ہیں. پہلے سلسلہ سند میں ابن خثیم ہے جس کی حدیث سے استدلال نہیں کیا جاتا.(1)

دوسرے سلسلہ سند میں باذان ہے اسی طرح اس کی حدیث کی بھی پرواہ نہیں کی جاتی.(3)

تیسرے سلسلہ سند میں عمر بن ابی سلمہ ہے جو ضعیف ہے.(4)

سوال نمبر 9: کیا انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی قبروں کے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھنا یا دعا کرنا جائز نہیں ہے؟

جواب: ا۔ اس آیت شریفہ: ((**ولو أنّهم اذ ظلموا أنفسهم جاؤوک ...**)) میں قبر پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھڑے ہو کر دعا مانگنے کا رجحان پایا جا رہا ہے چونکہ لفظ (جاؤوک)

1۔ ردّالمختار، ج۲، ص۲۶۳؛ المواھب اللدنیۃ، ج۳، ص۴۰۵.

2۔ میزان الاعتدال، ج۲، ص۴۵۹.

3۔ تہذیب الکمال، ج۴، ص۶.

4۔ سیر اعلام النبلاء، ج۶، ص۳۴۳.

آپ ﷺ کی زندگی اور اس کے بعد دونوں صورتوں کو شامل ہے.

۲۔حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس جا کر نماز پڑھنا خود اس کے جواز کی دلیل ہے. اور حاکم نیشاپوری کے بقول اس حدیث کے تمام تر راوی ثقہ ہیں.(1)

۳۔مسلمانوں کی سیرت یہ رہی ہے کہ وہ انبیاء واولیاء کی قبروں پر جا کر دعا بھی کیا کرتے اور ان کے پاس کھڑے ہو کر نماز بھی ادا کیا کرتے:

الف: ابن خلکان کہتے ہیں: سیدہ نفیسہ بنت حسن بن زید بن حسن بن حضرت علیؑ کو مصر کے ایک محلّہ (درب السباع) میں دفن کیا گیا اور ان کی قبر دعا کی استجابت کے لئے معروف اور تجربہ شدہ ہے.(2)

ب: اسی طرح اہل سنت کے امام شافعی ہمیشہ، ابو حنیفہ کی قبر پر جا کر دو رکعت نماز ادا کیا کرتے (3).

ج) زہری نے بھی معروف کرخی کی قبر کے کنارے دعا کرنے کے بارے میں کچھ مطالب ذکر کئے ہیں.(4)

1۔مستدرک حاکم، ج ۱ ص ۳۷۷.

2۔وفیات الأعیان، ج ۵ ص ۴۲۴.

3۔تاریخ بغداد، ج ۱ ص ۱۲۳.

4۔سیر اعلام النبلاء، ج ۹ ص ۳۴۳.

د: اسی طرح جزری نے بھی شافعی کی قبر سے متعلق کچھ مطالب نقل کئے ہیں.(1)

سوال نمبر 10: کیا یہ حدیث (خدا لعنت کرے یہود پر کہ انہوں نے اپنے بڑوں کی قبروں مسجد بنالیا.اسی طرح یہ حدیث (پروردگارا! میری قبر کو بت قرار نہ دینا)(2) قبر پیغمبر صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور دوسری قبور کے پاس نماز پڑھنے یا دعا مانگنے سے منع نہیں کر رہی؟

جواب: اس سوال کا جواب بھی چند نکات میں عرض کیا جا سکتا ہے:

الف) اس حدیث کے راوی ضعیف اور مجہول ہیں مثال کے طور پر (عبدالوارث) یہ راوی اہل سنت علماء کے ہاں مردود ہے چونکہ یہ فرقہ قدریہ کا پیروکار تھا.اسی طرح (ابو صالح) کے بارے میں بھی تردید پائی جاتی ہے کہ وہ ضعیف تھا یا ثقہ اور (عبداللہ بن عثمان) منکر احادیث کو نقل کیا کرتا اور پھر (ابن بہمان) مجہول الحال ہے اس بنا پر اس حدیث سے استدلال نہیں کیا جا سکتا.

ب) یہ حدیث کسی صورت میں قبر کے پاس نماز پڑھنے سے نہیں روک رہی اس لئے کہ اس کا موضوع حبشہ کا کنیسہ ہے کہ جب مشرکین یہود کا کوئی نیک شخص مرتا تو وہ اس کی قبر پر مسجد بناتے اور اس پر اس کی تصویر رکھ کر اسے سجدہ کیا کرتے.لہذا قبر کے پاس کھڑے ہو کر قبلہ کی طرف رخ کرتے ہوئے خداوند یکتا و وحدہٗ لاشریک کی پرستش کرنے اور کسی شخص کو خدا کا شریک قرار دیکر اس عبادت کرنے میں فرق ہے.پس اس حدیث سے اس موضوع پر

1۔ الجواھر المضیئۃ، ج۱، ص۴۶۱.

2۔ مسند احمد، ج۲، ص۲۴۶؛ الموطأ، ج۱، ص۱۷۲.

استدلال نہیں کیا جا سکتا.

اہل سنت کے عظیم مفسر قرآن قرطبی کہتے ہیں:((انّما صور أوائلهم الصور ليتأنسوا بها ويتذكّروا أفعالهم الصالحة فيجتهدون كاجتهادهم ويعبدون عند قبورهم ثمّ خلّفهم قوم جهلوا مرادهم ووسوس لهم الشيطان : ان أسلافهم كانوا يعبدون هذه الصور ويعظّمونها فحذّر النبيّ عن مثل ذلك (1)((.

انہوں نے اپنے بڑوں کی تصویریں بنا رکھی تھیں تا کہ ان سے انس حاصل کرسکیں اور ان کی یاد تازہ رہے .وہ ان کی قبور کے پاس خدا کی عبادت کیا کرتے لیکن ان کے بعد آنے والوں نے ان کے مقصد کو بھلا ڈالا اور شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ایجاد کیا کہ ان کے اجداد ان تصویروں کی عبادت اور ان کی تعظیم کیا کرتے تھے لہذا پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اس سے منع کیا.

اس بنا پر اس حدیث میں اولیاء اللہ کی قبور کے پاس نماز نہ پڑھنے پر کوئی دلالت نہیں پائی جاتی

بیضاوی کہتے ہیں:((لمّا كانت اليهود والنصارىٰ يسجدون لقبور الأنبياء تعظيما لشأنهم ويجعلونها قبلة يتوجّهون في الصّلاة نحوها واتّخذوها

---

1. ارشاد الساری، ج ۳، ص ۴۹۷.

أو ثانا ،لعنهم النّبى صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم ...))(۱)

کیونکہ یہود ونصارٰی اپنے انبیاء کی قبور پر سجدہ کرتے ،اسے اپنا قبلہ قرار دیتے اور ان سے وہی رویہ اختیار کرتے جو بتوں سے کیا جاتا لہذا پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر لعنت فرمائی.

اس عبارت میں بھی پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا آئمہ طاہرین علیہم السلام کی قبور کی زیارت نہ کرنے یا ان کے پاس نماز نہ پڑھنے پر کسی قسم کی کوئی دلالت نہیں پائی جارہی.

ج) بہت سے علمائے اہل سنت نے مقبروں میں نماز ادا کرنے کو جائز قرار دیا ہے جن میں امام مالک بن انس بھی ہیں :

۱۔((كان مالک لايرٰى بأسا بالصّلاة فى المقابر وهو اذاصلّى فى المقبرة كانت القبور بين يديه وخلفه وعن يمينه وشماله)).

وقال مالک :((لابأس بالصّلاة فى المقابر وقال بلغنى انّ بعض أصحاب النبىّ كانوا يصلّون فى المقبرة))(۲)

مالک کہتے ہیں :مقبروں میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور کہا کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ بعض صحابہ کرام قبرستان میں نماز ادا کیا کرتے.

۲۔عبدالغنی نابلسی کہتے ہیں :**((اذا كان موضع القبور مسجدا أو كا ن هناک**

1۔ارشادالساری،ج۳،ص۴۷۹.

2۔المدوّنۃ الکبرٰی،ج۱،ص۹۰.

أحد جالسا ،أو أنّ قبر وليّ من أولياء الله أو عالم من المحقّقين ،تعظيما لروحه المشرفة ،على تراب جسده أعلاما للناس انّه وليّ ليتبرّكوا به ،ويدعوا الله فيستجاب لهم ،فهو أمر جائز ،لامانع منه)).(1)

اگر قبروں کی جگہ مسجد میں تبدیل ہو جائے یا وہ قبر راستے میں واقع ہو یا اولیاء اللہ وعلمائے محققین میں سے کسی کی قبر ہو تو اس ولی اللہ کی روح کو زندہ رکھنے کے لئے لوگ اس سے تبرک حاصل کریں اور اس قبر کے پاس خدا سے دعا کریں تا کہ ان کی دعا مستجاب ہو تو اس میں کوئی مانع نہیں بلکہ جائز بھی ہے.

سوال نمبر 11: کیا شریعت مقدس اسلام میں قبروں پر گنبد اور ضریح وغیرہ بنانے سے منع کیا گیا ہے؟

جواب: شریعت مقدس اسلام میں اس قسم کا کوئی حکم دکھائی نہیں دیتا اور اس کی چند ایک دلیلیں ذکر کی جارہی ہیں:

الف) قبور پر گنبد بنانے کی حرمت پر دلیل صرف اور صرف ایک روایت ہے جسے ابوالھیاج نے نقل کیا.(2) اور یہ روایت سند کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے. اس لئے کہ وکیع اور حبیب بن ابی ثابت اس روایت کی سند میں موجود ہیں جن دونوں کی اہل سنت کے ہاں کوئی اہمیت نہیں ہے.

---

1. الحدیقة الندیة، ج۲، ص۶۳۰.

2۔ صحیح مسلم، ج۳، ص۶۱.

ب)نیز اس حدیث کی دلالت میں بھی اشکال پایا جاتا ہے چونکہ ((و لا قبــــــــــرا الاّسـوّیته)) کا معنٰی قبروں کو خراب کرنا نہیں ہے بلکہ انہیں مسطح کرنا ہے تا کہ وہ کوہان شتر کی مانند نہ ہوں.

قسطلانی کہتے ہیں:((السّـنة فی القبر تسطیحه و انّه لایجوز ترک هذه السّنة لـمـجرّد انّها صارت شعارا للرّوافض و انّه لامنافات بین التسطیح وحدیث ابـی الهیـاج : لأنـهُ لـم یُـرد تسویته بالأرض وانّما أراد تسطیحه جمعا بین الأخبار ...))(1)

سنّت تو یہ ہے کہ قبور کو مسطح بنایا جائے اور اسے شیعوں کا شعار ہونے کی وجہ سے ترک کرنا جائز نہیں ہے .اسی طرح قبور کو مسطح بنانے اور روایت ابن ہیاج میں کوئی منافات نہیں پائی جاتی .اس لئے کہ اس روایت سے مراد قبروں کو زمین کے برابر کرنا نہیں ہے بلکہ انہیں اونٹ کی کوہان کی طرح بلند بنانا مراد ہے اور یہ معنٰی ہم نے روایات کو جمع کرنے کے بعد حاصل کیا ہے.

ج)مسلمانوں کی سیرت یہی رہی ہے کہ قبروں پر گنبد اور مقبرے بنایا کرتے :

ا۔پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر حجرہ کا بنایا جانا.

۲۔جنّت البقیع میں حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا اور آئمہ اہل بیت علیہم السلام کی قبور پر مقبروں

1۔ارشاد السّاری، ج ۲،ص ۴۶۸.

کا پایا جانا جنہیں 1345ھ میں وہابیوں نے خراب کر دیا.

3. پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم کی قبر جو کہ محمد بن زید بن علی کے گھر میں تھی اور بعد میں وہابیوں نے خراب کر دی.

4۔ دوسری صدی ہجری میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر مسجد کا بنایا جانا جسے وہابیوں نے ویران کر دیا.

5۔ عمر بن عبد العزیز کے زمانے میں حضرت سعد بن معاذ کی قبر پر گنبد کا بنایا جانا جو کہ ابن افلح کے گھر میں تھی.(1)

6۔ ۲۷۵ھ میں بصرہ میں باہلی کی قبر پر گنبد کا بنایا جانا.(2)

7۔ دوسری صدی ہجری میں حضرت علی علیہ السلام کی قبر پر عمارت کا بنایا جانا.(3)

8۔ سلمان فارسی کی قبر پر عمارت کا بنایا جانا.(4)

9۔ ۳۱۶ھ میں ابو عوانہ کی قبر پر عمارت کا تعمیر کیا جانا.(5)

خلاصہ یہ کہ تمام مسلمانوں کی یہ سیرت رہی ہے کہ وہ بزرگان دین کی قبور پر روضے اور

1۔ وفاء الوفاء، ج ۲، ص ۵۴۵.

2۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۱۳، ص ۲۸۵.

3۔ موسوعۃ العتبات، ج ۶، ص ۹۷.

4۔ تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۱۶۳.

5۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۱۴، ص ۴۱۹.

مقبرے بنایا کرتے اور یہ سیرت آج بھی باقی ہے جس کی دلیل کربلا ونجف اور مشہد مقدس میں آئمہ اہل بیتؑ کے روضوں کا پایا جانا اور بغداد میں ابوحنیفہ وعبدالقادر جیلانی کے روضے ،سمرقند میں بخاری کا روضہ یا اسی طرح تمام اسلامی ممالک میں اولیائے الہی کی قبور پر روضوں کا موجود ہونا ہمارے دعوٰی کی دلیل ہے .لیکن وہابیوں نے حجاز میں اسے حرام قرار دیا اور تمام اولیاء وصحابہ کرام کی قبروں پر موجود روضوں کو گرا کر سیرت مسلمین کی مخالفت کی.

سوال نمبر12: کیا یہ حدیث((**نهى رسول الله**صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم **أن يجصص القبر وأن يعقد عليه وأن يبنٰى عليه**))(1)روضوں کے بنانے سے نہی کر رہی ہے؟

جواب: پہلی بات تو یہ کہ یہ حدیث سیرت مسلمین کے مخالف ہے جیسا کہ بیان کیا جاچکا.

دوسرا یہ کہ اس حدیث کی سند میں بھی مشکل پائی جاتی ہے کیونکہ اس کی سند میں ابوالزبیر محمد بن مسلم آمدی ہے جسے علمائے اہل سنت احمد بن حنبل ،ابن عیینہ،شعبہ اور ابوحاتم نے ضعیف قرار دیا ہے.(2)

اسی طرح اس روایت کی سند میں حفص بن غیاث ہے جس کے بارے میں اہل سنت علماء کی رائے منفی ہے جیسا کہ یعقوب بن شیبہ کا کہنا ہے.(3)

1۔صحیح مسلم،ج٣،ص٦٣.

2۔تہذیب الکمال،ج٢٦،ص٤٠٧.

3۔تہذیب التہذیب،ج٢،ص٣٦٠؛ تاریخ بغداد،ج٨،١٩٩؛ سیر اعلام النبلاء،ج٩،ص٣١.

نیز اس روایت کی سند میں ربیعہ نامی شخص موجود ہے جس کی ازدی، ابن ابی شیبہ اور ساجی نے تائید نہیں کی ہے.(1)

نتیجہ یہ کہ اس طرح کی تمام تر روایات کی سند میں اہل سنت کے نزدیک مشکل پائی جاتی ہے لہذا ان روایات سے استدلال کرنا درست نہیں ہے.(2)

سوال نمبر 13: کیا قبور پر چراغ وغیرہ کا روشن کرنا شرعی طور پر اشکال رکھتا ہے؟

جواب: شریعت مقدسہ میں اس کی نفی نہیں کی گئی جس کے دلائل ذکر کر رہے ہیں:

۱۔ اہل سنت سے نقل شدہ احادیث کے مطابق ایک رات پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبرستان جانا چاہا تو چراغ روشن کرنے کا حکم دیا.(3)

۲۔ مسلمانوں کی سیرت یہ رہی ہے کہ صحابہ کرام اور اولیائے الہی کی قبروں پر چراغ روشن کیا کرتے:

الف) چوتھی صدی ہجری میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر پر چراغ موجود تھا (4).

---

1. تہذیب التہذیب، ج۹، ص۱۴۳؛ میزان الاعتدال، ج۳، ص۵۴۵؛ تہذیب الکمال، ج۱۸، ص۸۳

2۔ الوھابیہ دعاوی وردود، ص۱۸۲ پر مراجعہ کریں.

3۔ الجامع الصحیح، ج۳، ص۳۷۲.

4۔ تاریخ بغداد، ج۱، ص۱۵۴.

ب)چوتھی صدی ہجری میں زبیر بن عوام کی قبر پر قندیل کا پایا جانا.(1)

ج)امام موسٰی کاظم علیہ السلام کی قبر مبارک پر پانچویں صدی میں قندیل کا موجود ہونا.(2)

۳۔یہ حدیث((لعن الله المتّخذین علیها المساجد و السرج ،کہ خداوند متعال نے قبروں پر مساجد تعمیر کرنے والوں اوران پر چراغ روشن کرنے والوں پرلعنت فرمائی ہے .))اس کی سند میں مشکل پائی جاتی ہے اس لئے کہ اس کا راوی ابو صالح ہے جسے اہل سنت علماء نے ضعیف اور مردود قرار دیا ہے.اوراس حدیث کی شرح بیان کرنے والوں نے لکھا ہے کہ یہاں پرنہی سے مراد نہی ارشادی ہے نہ کہ نہی مولوی.جیسا کہ سندی،عزیزی،علی ناصف اورشیخ حنفی نے اس مطلب کی طرف اشارہ کیا ہے.(3)

سوال نمبر 14: کیا زندہ یا مردہ اولیاءاللہ کے لئے منت ماننا جائز ہے؟

جواب: اگرمنت خدا کے لئے مانی جائے اوراس کا ثواب کسی نبی ،امام یا ولی اللہ کی روح کوایصال کیا جائے جیسا کہ شیعہ وسنی مسلمانوں میں رائج ہے تو ایسا عمل چند وجوہات کی بنا پر جائز ہے:

الف)اہل سنت کے ہاں ایسی احادیث نقل ہوئی ہیں جو اس عمل کے جائز ہونے پر دلالت کر رہی ہیں:

1۔المنتظم،ج۱۴،ص۳۸۳.

2۔وفیات الاعیان،ج۵،ص۳۱۰.

3۔شرح الجامع الصغیر،ج۳،۱۹۸؛سنن نسائی،ج۴،ص۹۵؛التاج،ج۱،ص۳۸۱.

((عن ثابت بن ضحاک: عن النبیّ انّ رجلا سألهُ انّه نذر أن يذبح ببوانة ،فأتٰی رسول الله فأخبرہ ٗ .فقال : هل كان فيها وثن من أوثان الجاهلية يُعبد ؟ قالوا : لا ،قال : هل كان فيها عيد من أعيادهم ؟قالوا : لا ،قال رسول الله صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم **أوف بنذرک فانّهُ لاوفاء لنذر فی معصية الله ولافيما لايملک ابن آدم.))(1)**

ثابت بن ضحاک سے روایت ہے کہ ایک شخص پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت حاضر ہوا اورسوال کیا: میں نے منت مانی ہے کہ بوانہ کے مقام پر ایک گوسفند ذبح کروں.کیا میری یہ منت صحیح ہے.فرمایا: کیا زمانہ جاہلیت میں اس مقام پر کسی بت کی پرستش کی جاتی تھی؟ لوگوں نے عرض کیا:نہیں.فرمایا: کیا وہاں پر مشرکین کی کوئی عید منائی جاتی ؟ عرض کیا:نہیں.فرمایا: اپنی منت کو پورا کرو.اس لئے کہ دو مقام پر منت پر عمل کرنا جائز نہیں ہے: ۱۔خدا کی معصیت کرکے.۲۔ایسی چیز کی نذر کرنا جو اس کی اپنی ملکیت نہ ہو.

اگر نذر و منت زمانہ جاہلیت کے مانند بتوں کے لئے نہ ہو تو اسے پورا کرنا واجب ہے اسی طرح اگر ایسے مکان پر منت مانی جائے جہاں کفار عید مناتے ہیں تو ایسی منت راجح نہیں ہے البتہ اہل سنت کے نزدیک ان روایات پر عمل کرنا ضروری ہے جو انہوں نے منت کے ضروری ہونے پر نقل کی ہیں.

ب)عزامی شافعی ایسی منت کی تائید میں کہتے ہیں: اگر کوئی شخص مسلمانوں کے ہاں مانی

1۔سنن ابوداؤد، ج۳،ص ۲۳۸.

جانے والی منتوں کی تحقیق کرے تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ ان منتوں اور قربانیوں کا مقصد اپنے مُردوں کے لئے صدقہ دینا اور ان تک اس کا ثواب پہنچانا ہوتا ہے اور اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ زندوں کا مردوں کو ثواب ایصال کرنا ان تک پہنچتا اور ان کے لئے نفع بخش ثابت ہوتا ہے. اس بارے میں روایات بہت زیادہ ہیں اور پھر عزامی نے ایک حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے:

سعد نے پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا: میری ماں فوت ہو چکی ہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ زندہ ہوتیں تو ضرور صدقہ دیتیں. اب اگر میں صدقہ دوں تو کیا یہ صدقہ اس کے لئے سودمند ثابت ہوگا؟ فرمایا: ہاں. عرض کیا: کونسا صدقہ زیادہ مفید ہوگا. فرمایا: پانی. پس سعد نے ایک کنواں کھودا اور اسے اپنی ماں کی طرف سے صدقہ کر دیا.(1)

ج) مسلمانوں کی ہاں ایسی قبریں بھی تھی اور اب بھی ہیں جہاں منتیں مانی جاتی ہیں. جیسے مراکش میں بستی کی قبر، بغداد میں قبر النذور، احمد بداوی کی قبر.(2)

سوال نمبر 15: عزاداری اور جشن میلاد النبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم وغیرہ کے بارے میں اسلام کا کیا نظریہ ہے؟

جواب: یقیناً جائز ہے اور اسکی دلیل یہ ہے:

1۔فرقان القرآن، ص ۱۳۳.

2۔نیل الابتھاج، ج ۲، ص ۶۲؛ المواہب اللدنیۃ، ج ۵، ص ۳۴۶؛ تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۱۲۳.

الف) ایسے امور میں اصل ان کا جائز ہونا ہے مگر یہ کہ ان کے حرام ہونے پر کوئی دلیل پائی جاتی ہو.

ب) قرآن کی واضح نص شعائرالٰہی کی تعظیم کا حکم دے رہی ہے.

ج) آج تک سیرت مسلمین یہ رہی ہے کہ عید میلا دالنبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوراس جیسے دوسرے جشن مناتے ہیں جیسا کہ قسطلانی اور دیار بکری نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے.(1)

د) اہل سنّت عوام وخواص میں مرنے والوں کا غم منانا مرسوم رہا ہے اوراب بھی اسی طرح رائج ہے کہ جب کوئی شخص مرتا ہے تو اس کا سوگ منایا جاتا ہے جیسا کہ ذہبی نے معروف عالم اہل سنت جوینی کی وفات کے بارے میں لکھا ہے:

((غُلّقت الأسواق ورثی بقصائد وکان لہٗ نحو من أربع مأة تلمیذ ،أقاموا احولا ووضعت المنادیل عن الرّؤوس عاما بحیث ما اجترأ أحد علی ستر رأسه وکانت الطلبة یطوفون فی البلد نائحین علیه مبالغین فی الصّیاح والجزع.))(2)

بازار بند کردیئے گئے اوران کے مرثیے پڑھے جانے لگے.اس کے چارسوشاگرد تھے جنہوں نے ایک سال تک عزاداری کی اور سر سے عمامے اتار دیئے، وہ پورے شہر میں نوحہ اور چیخ وپکار کرتے ہوئے اس کا سوگ مناتے رہے.

1۔تاریخ خمیس، ج۱،ص۳۲۳؛المواهب اللدنیة، ج۱،ص۲۷.

2۔سیر اعلام النبلاء، ج۸،ص۴۶۸.

اسی طرح عبدالمؤمن (م ۳۴۶ھ) کے تشیع جنازے کے بارے میں لکھا ہے:

((فغشّينا أصوات طبول ،مثل ما يكون من العساكر حتىٰ ظنّ جمعنا أنّ جيشا قد قدم))(1)

فوج میں بجائے جانے والے طبلوں کی مانند آواز ہر طرف چھائی ہوئی تھی یوں لگ رہا تھا جیسے حملہ کردیا گیا ہو.

اور ابن جوزی (م ۵۹۷ھ) کی موت کے بارے میں لکھا ہے:

((وباتوا عند قبره طول شهر رمضان يختمون الختمات بالشمع والقناديل ...وأصبحنا يوم السبت عملنا العزاء وتكلمت فيه وحضر خلق عظيم وعملت فيه المراثى)).(2)

لوگوں نے پورا ماہ رمضان چراغ وقندیل کے ہمراہ اس کی قبر پر جاگ کر گذاردیا، کئی ایک بار قرآن ختم کیا گیا...اور جب ہفتے کا دن آیا تو اس کے بارے میں تقریر کی گئی اور عزاداری منائی گئی.اس پروگرام میں بہت زیادہ لوگوں نے شرکت کی اور مرثیہ خوانی بھی کی گئی.

سوال نمبر 16: کیا اہل سنّت علماء بھی متعہ کو جائز سمجھتے ہیں؟

جواب: ہاں! اہل سنت علماء میں سے بھی کئی ایک نے اسے جائز ہی نہیں کہا بلکہ اس پر عمل بھی کیا ہے:

1۔ سیر اعلام النبلاء، ج۱۵،ص۴۸۱.

2۔سیر اعلام النبلاء، ج۱۸،ص۳۷۹.

الف) بخاری کے استاد ابن جریج اموی جس کے ثقہ ہونے پر اہل سنّت کا اجماع ہے اور تمام صحاح ستہ میں اس سے روایات نقل کی گئی ہیں اس نے ساٹھ، ستر یا نوے عورتوں سے متعہ کیا.

ذہبی امام اہل سنت کہتے ہیں:((**هو أحد أعلام الثقات ...وهو مجمع علی ثقته مع کونه تزوّج نحوامن سبعين امرأة نکاح متعة کان یرٰی الرّخصة فی ذلک و کان فقيه اهل مکّة فی زمانه**)).(1)

ابن جریج اہل سنت کے ہاں قابل اعتماد اور اس کی وثاقت پر اجماع ہے جبکہ اس نے ستر عورتوں سے نکاح متعہ کیا اور وہ اسے جائز سمجھتا تھا نیز وہ مکہ میں اپنے زمانے کا فقیہ تھا.

ب) صحابہ کرام میں سے حضرت علی علیہ السلام، عبداللہ بن عباس، جابر بن عبداللہ انصاری، عمران بن حصین اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنھم اس عمل کو جائز قرار دیتے تھے.

ج) خود خلیفہ دوم کا کہنا ہے:((**کانتا علی عهد رسول الله و أنا أُحرّمهما و أُعاقب عليهما**)) پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں دو چیزیں جائز تھیں لیکن میں انہیں حرام قرار دے رہا ہوں اور ان کے ارتکاب پر سزا بھی دوں گا.

جیسا کہ قوشجی نے شرح تجرید کے صفحہ نمبر ۴۸۴ پر اس جملہ کو نقل کرتے ہوئے اسکی عجیب تحلیل بیان کی ہے!

1۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۶۵۹؛ تہذیب التہذیب، ج ۶، ص ۳۶۰.

د) تاریخ طبری (1) میں بیان ہوا ہے کہ یہ نہی عمر کی طرف سے تھی اور عمران بن سوادہ نے اسے اس امر سے نہی کی وجہ سے لوگوں کے اعتراضات اوران کی ناراضگی کی اطلاع دی.

ھ) خود خلیفہ دوم نے بھی کہیں پر یہ نہیں کہا کہ پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے بلکہ اس نے تو بڑے واضح انداز میں کہہ دیا کہ: (أناأُ حرّمهما ...) میں اسے حرام قرار دے رہا ہوں.

و) اس نکاح کی حرمت پر اہل سنت کے پاس ایک ہی حدیث ہے جسے وہ سبرہ سے نقل کرتے ہیں جبکہ اس نے متعہ کے حرام ہونے کی حدیث کے علاوہ نہ تو کوئی حدیث نقل کی ہے اور نہ وہ کوئی معروف راوی ہے اس لئے کہ کسی بھی رجالی کتاب میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں ہوا.

سوال نمبر 17: کس لئے شیعہ حضرات ہاتھ باندھ کر نماز نہیں پڑھتے؟

جواب: الف) چونکہ شیعہ اسے حرام سمجھتے ہیں اور اہل سنت میں بھی کسی نے اس کے واجب ہونے کا فتوٰی نہیں دیا. بلکہ اسے ایک مستحب عمل قرار دیا ہے اور بعض آئمہ اہل سنت نے تو واجب نماز میں ہاتھ باندھنے کو مکروہ قرار دیا ہے. جیسا کہ امام مالک نماز میں ہاتھ باندھنے کو مکروہ سمجھتے ہیں اسی طرح تمام صحابہ کرام ہاتھ کھول کر نماز ادا کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت عمر نے ہاتھ باندھنے کی بدعت کا آغاز کیا.

عبداللہ بن زبیر، حسن بصری، لیث بن سعد اور ابراہیم نخعی وغیرہ ہاتھ کھول کر ہی نماز پڑھا

1۔ تاریخ طبری، ج۲، ص ۵۷۹.

کرتے.(1)

ب) چونکہ پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں ہاتھ نہیں باندھے جیسا کہ قرطبی کہتے ہیں:

((اختلف العلماء فی وضع الیدین أحدھما علی الأخرٰی فی الصّلاۃ فکرہ ذلک مالک فی الفرض وأجازہ فی النفل ورأی قوم أنّ ھذا من سنن الصّلاۃ وھم الجمھور ،والسّبب فی اختلافھم أنہ قدجائت آثار ثابتۃ نقلت فیھا صفۃ صلاۃ علیہ الصّلاۃ والسّلام ،ولم یُنقل فیھا انّہ کان یضع یدہٗ الیمنٰی علی الیسرٰی وثبت أیضا أنّ النّاس کانوایؤمرون بذلک .))(۲)

نماز میں ایک ہاتھ کے دوسرے پر رکھنے کے بارے میں علماء میں اختلاف واقع ہوا ہے مالک نے اسے واجب نماز میں مکروہ اور نوافل میں جائز قرار دیا ہے.اور اس اختلاف کی وجہ وہ صحیح احادیث ہیں جن میں پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کی کیفیت بیان ہوئی ہے لیکن ان میں آپ کے نماز میں ہاتھ باندھنے کا تذکرہ نہیں ہے اور دوسری جانب یہ بھی ثابت ہے کہ لوگوں کو نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم دیا گیا ہے.

ج) اہل سنّت کے پاس نماز میں ہاتھ باندھنے پر سب سے اہم دلیل صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت ہے:

1۔اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے مزید کتاب (نماز میں ہاتھ کھولیں یا باندھیں؟) کا مطالعہ فرمائیں.(مترجم)

2۔بدایۃ المجتھد ،ج۱،ص۱۳۶.

۱۔صحیح بخاری میں ہے:((عن ابو حازم عن سهل بن سعدقال: كان النّاس يؤمرون أن يضع الرّجل اليد اليمنٰى على ذراعه اليُسرٰى فى الصّلاة قال ابو حازم لاأعلمهُ الاّ أن ينمٰى ذلك الى النبيّ))(1)

ابو حازم نے سہل بن سعد سے نقل کیا ہے کہ لوگوں کو نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم دیا گیا تھا اور پھر کہتے ہیں: مجھے اس بات کا صحیح علم نہیں ہے مگر یہ کہ شاید پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہو.

نکتہ: خود راوی کے لئے بھی روشن نہیں ہے کہ ہاتھ باندھنے کا حکم دینے والا کون تھا حضرت عمر یا رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کوئی اور؟ جیسا کہ عینی نے بخاری کی شرح میں لکھا ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے(2) اسی طرح سیوطی کا بھی یہی نظریہ ہے.(3)

۲۔روایت صحیح مسلم:((عن علقمة بن وائل و مولٰى لهم انّهما حدثاهُ عن أبيه وائل بن حجر أنّهُ رأى النبيّ ﷺ رفع يديه حين دخل الصّلاة ...ثُمّ وضع يدهُ اليُمنى على اليُسرٰى))(4) یہ روایت بھی مرسل ہے اس لئے کہ اہل سنت علقمہ کی اس کے باپ سے نقل شدہ روایات کو مرسل قرار دیتے ہیں جیسا کہ ابن حجر نے ابن

1۔صحیح بخاری، ج۱،ص۱۳۵.

2۔عمدۃ القاری فی شرح الصحیح البخاری، ج۵،ص۲۸۷.

3۔التوشیح علی الجامع الصحیح، ج۱،ص۴۶۳؛ نیل الأوطار، ج۲،ص۱۸۷.

4۔صحیح مسلم، ج۱،ص۱۵۰.

معین سے نقل کیا ہے.(1)

د)اہل بیت پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں ہاتھ باندھنے سے منع فرمایا ہے اور بعض اوقات تو فرمایا: ((لاتفعل ذٰلک التّکفیر))اور کبھی اسے فعل مجوس سے تعبیر کیا.بعض کا کہنا ہے کہ نماز میں ہاتھ باندھنے کی بنیاد حضرت عمر کے دور میں رکھی گئی.(2)

سوال نمبر 18: نماز تراویح کیا ہے اور کس لئے اہل سنّت اس کے ادا کرنے پر اس قدر مصر ہیں؟

جواب: ماہ مبارک میں ہر رات بیس یا تیس رکعت نوافل کے بجالانے میں شیعہ سنی میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا.اختلاف ان نوافل کے جماعت کے ساتھ بجالانے میں ہے کہ کیا نافلہ نماز کو باجماعت ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یا یہ کہ رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہ کرام میں سے کسی نے اسے جماعت کے ساتھ ادا کیا یا اسے پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایجاد کیا گیا؟ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق حضرت عمر نے لوگوں کو اس نماز کے باجماعت ادا کرنے کا حکم دیا اور اسے بدعت سے تعبیر کیا:

((فقال عمر: انّی أرٰی لو جمعت هؤلاء علی قاریء واحد لکان أمثل ،ثمّ عزم فجمعهم علی أبی بن کعب،ثمّ خرج معه لیلة اُخرٰی والنّاس یصلّون

1۔تہذیب التہذیب، ج۷،ص۲۴۷؛تہذیب الکمال، ج۱۳،ص۱۹۳.

2. جواہر الکلام، ج۱۱،ص۱۹؛ مصباح الفقیہ ،ص۴۰۲.

بصلاة قارئهم .فقال عمر: نعم البدعة هذه...))(1)

عمر نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ اگر ان لوگوں کو ایک شخص کی امامت پر اکٹھا کیا جائے تو یہ بہتر ہوگا. اسکے بعد ارادہ کیا اور لوگوں کو ابی بن کعب کی امامت پر جمع کیا.

راوی کہتا ہے: دوسری شب جب باہر نکلے اور دیکھا کہ لوگ جماعت کے ساتھ نوافل پڑھ رہے ہیں تو کہا: کتنی اچھی بدعت ہے یہ!

قسطلانی کہتے ہیں: حضرت عمر نے نماز تراویح کو بدعت اس لئے کہا کہ وہ پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں نہیں تھی اور نہ ہی حضرت ابوبکر کے زمانہ میں پڑھی جاتی تھی.(2)

عینی کا کہنا ہے: حضرت عمر نے نماز تراویح کو بدعت سے اس لئے تعبیر کیا کہ یہ پیغمبر صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں نہیں تھی اور نہ ہی حضرت ابوبکر کے زمانہ میں.(3)

قلقشندی کا کہنا ہے: سب سے پہلے شخص حضرت عمر ہی تھے جنہوں نے چودہویں صدی ہجری میں نماز نافلہ کے باجماعت ادا کرنے کا حکم دیا.(4)

یہ ہے نماز تراویح کی حقیقت جسے معتبر کتب اہل سے بیان کیا گیا. رہا سوال اس کے ادا کرنے پر اس قدر مصر ہونے کا تو اس کا جواب خود اہل سنت ہی دے سکتے ہیں کہ ایسا عمل

1۔ بخاری، ج۱،ص۳۴۲.

2۔ ارشاد السّاری فی شرح الصحیح البخاری، ج۴،ص۶۵۶.

3۔ عمدۃ القاری فی شرح الصحیح البخاری، ج۱۱،ص۱۲۶.

4۔ مآثر الأنافۃ فی معالم الخلافۃ، ج۲،ص۳۳۷.

جسے خود حضرت عمر بدعت کہہ رہے ہیں اس پر اس قدر سختی سے پابند ہونے کی وجہ کیا ہے!!!

سوال نمبر 19: کیا بدعت کو اچھی اور بری دو قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے اور اچھی بدعت سے مراد کیا ہے؟

جواب: احادیث مبارکہ میں بیان ہوا ہے: ((کلّ بدعة ضلالةو کلّ ضلالة فی النّار)) ہر طرح کی بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا راستہ جہنم ہے. اس بنا پر بدعت کو اچھی اور بری میں تقسیم کرنا احادیث پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واضح مخالفت کرنا ہے. یہی وجہ ہے کہ بہت سے جید اہل سنت علماء نے بدعت کی اس تقسیم کی مخالفت کی ہے جن میں شاطبی ، ابن رجب حنبلی اور غامدی محقق معاصر ہیں. وہ اپنی کتاب ((حقیقة البدعة و أحکامها)) میں لکھتے ہیں:

((القول بحسن بعض البدع مناقض للأدلّة الشرعیة الواردة فی ذمّ عموم البدع .ذلک أنّ النصوص الذامة للبدعة والمحذرة منهاجائت مطلقة عامة وعلیٰ کثرتهالم یرد فیها استثناء البتة ولم یأت فیهامایقتضی أنّ فیهاماهوحسن مقبول عندالله ...علی أنّ القاعدة الکلّیة فی ذمّ البدع لایمکن أن یخرج عن اقتضاهافرد من الأفراد.))(1)

اچھی بدعت والا نظریہ ان شرعی دلائل سے تناقض رکھتا ہے جن میں عمومی طور پر بدعت کی

1۔ حقیقة البدعة وأحکامها، ج۱، ص۱۳۸.

مذمت کی گئی ہے.اس لئے کہ بدعت کی مذمت بیان کرنے والی احادیث عام اور مطلق ہیں اور کثرت کی وجہ سے ان میں استثنٰی بھی ممکن نہیں ہے.اور نہ ہی ان روایات میں کوئی ایسی روایت بیان ہوئی ہے جو یہ بیان کررہی ہو کہ بدعت کی ایک قسم اچھی ہے جسے خداوندمتعال پسند کرتا ہے...اس قاعدہ کلی کی بناپراس سے کسی ایک فردکو مستثنٰی قرار دینا ممکن نہیں ہے.

سوال نمبر 20: وہ روایات جن میں یہ بیان ہوا ہے کہ حضرت علی علیہ السّلام نماز تراوتح پڑھا کرتے یااس کے لئے امام مقرر کرتے ،انہیں نماز تراوتح کے بدعت ہونے والی روایات کے ساتھ کیسے جمع کیا جاسکتا ہے؟

جواب: شیعہ نکتہ نظر سے ایسے عمل کی حضرت علی علیہ السلام کی طرف نسبت دینا جھوٹ ہے اسی طرح اہل سنت علماء کے نزدیک بھی یہ ثابت نہیں ہے کہ حضرت علیؑ نے نماز تراوتح باجماعت ادا کی ہو.جیسا کہ بیہقی نے اس سلسلے میں چاریاپانچ روایات ذکر کی ہیں اور ایک ایک کر کے سب کوضعیف ثابت کیا ہے.لہذا تحقیق کے بعد یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ ان تمام روایات میں ایک بھی صحیح السند روایت موجودنہیں ہے.

علاوہ براین یہ بھی ثابت نہیں ہے کہ خود حضرت عمر نے نماز تراوتح پڑھی ہو!اور عبداللہ بن عمرتوسختی سے اس کے پڑھنے سے منع کرتے تھے.

اسی طرح حضرت علی علیہ السلام نے اپنے دور حکومت میں اس سے منع فرمایا:

((لمّا كان أمير المؤمنين بالكوفة أتاهُ النّاس فقالوا لهُ اجعل لنا اماما يؤمُنا في رمضان فقال لهم: لا،ونهاهم أن يجتمعوا فيه .فلمّا أمسوا جعلوا

یقولون أبکوا رمضان وارمضانا...))(1)

جب حضرت علی علیہ السلام کوفہ میں تھے تو کچھ لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نماز تراویح کے لئے امام جماعت کی درخواست کی تو امیر المؤمنین علیہ السلام نے انہیں منفی جواب دیا اور نماز تراویح ادا کرنے کے لئے جمع ہونے سے منع فرمایا. جب رات ہوئی تو ایک دوسرے سے کہنے لگے: رمضان پر گریہ کریں. وارمضانا...

سوال نمبر 21: کیا جملہ ((**الصّلاة خیر من النوم**)) شروع ہی سے اذان میں موجود تھا یا بعد میں اضافہ کیا گیا؟

جواب: جب حکم اذان آیا تو یہ جملہ اذان میں نہیں تھا اور بعد میں اضافہ کیا گیا:

الف) اذان کے بارے میں صحیح روایت جسے اہل سنت نقل کرتے ہیں وہ روایت محمد بن اسحاق ہے اس میں یہ جملہ موجود نہیں ہے.

ب) سعید بن مسیّب نے صراحتا کہا ہے: ((**أدخلت هذه الکلمة فی صلاة الفجر**)) میں نے یہ جملہ صبح کی اذان میں داخل کیا.(2)

ج) امام مالک نے اپنی کتاب میں واضح طور لکھ دیا ہے کہ یہ جملہ عمر بن خطاب کے حکم پر اذان صبح میں داخل کیا گیا:

((عن مالک : أنه بلغه أنّ المؤذن جاء الی عمر بن الخطاب یؤذنه لصلاة

1۔ سرائر، ج۳، ص۶۳۹.

2۔ نیل الأوطار، ج۲، ص۳۷.

الصّبح ،فوجدہٗ نائما فقال: الصّلاۃ خیر من النّوم فأمرہٗ عُمر أن یجعلھا فی نداء الصّبح .))(1)

مالک بن انس سے نقل ہوا ہے: ایک رات مؤذن حضرت عمر کے پاس آیا تا کہ انہیں صبح کی نماز کی خبر دے. تو دیکھا کہ وہ سو رہے ہیں لہذا آواز دی **((الصّلاۃ خیر من النّوم))** نماز نیند سے بہتر ہے. اس پر عمر نے یہ حکم دے دیا کہ اس جملہ کو اذان صبح میں داخل کیا جائے.

د) امام شافعی نے اسے مکروہ اور ایک قول کے مطابق بدعت قرار دیا ہے. شوکانی کہتے ہیں: **((لو کان لما أنکرہٗ علیّ و ابن عمر و طاوؤس))**(2)

اگر یہ جملہ اذان میں داخل ہوتا تو حضرت علیؑ، عبداللہ بن عمر اور طاوؤس اسکا انکار نہ کرتے.

ھ) ابن جریج کا کہنا ہے: عمر بن حفص وہ پہلا شخص ہے جس نے خلافت عمر میں پہلی بار اس جملہ کو اذان میں داخل کیا.(3)

و) ابن حزم کہتے ہیں: **((لانقول بھذا. الصّلاۃ خیر من النّوم .لأنّہٗ لم یأت عن**

1۔ موطأ امام مالک، ج۱،ص۷۲.

2۔ نیل الأوطار، ج۲،ص۳۸.

3۔ مصنّف عبدالرّزاق، ج۱،ص۴۷۴

رسول الله ﷺ))(1)

ہم یہ جملہ اذان میں نہیں پڑھتے اس لئے کہ یہ پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل نہیں ہوا.

سوال نمبر22: کیا یہ جملہ((حی علی خیر العمل))اذان کا حصّہ ہے اور اسے صحابہ کرام وتابعین میں سے کسی نے پڑھا ہے؟

جواب: صحیح روایت کے مطابق عبداللہ بن عمر اور ابوامامۃ بن سہل بن حنیف(اس جملے کے اذان سے حذف کر دیئے جانے کے بعد بھی)پڑھا کرتے تھے .(2)

بیہقی نے امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اذان میں یہ جملہ پڑھا کرتے اور فرماتے: پہلی اذان یہی ہے.(3)

اسی طرح زید بن ارقم، حسن بن یحییٰ بن جعد اور ایک قول کے مطابق شافعی بھی یہ جملہ اذان میں پڑھا کرتے.(4)

والسّلام

نجم الدین طبسی

1.المحلّی، ج۳،ص۱۶۰.

2۔المحلّی، ج۳،ص۱۶۰.

3۔السنن الکبریٰ، ج۱،ص۶۲۴.

4۔نیل الأوطار، ج۲،ص۳۹.

ابو طالبؑ انٹرنیشنل اسلامک انسٹی ٹیوٹ کے اہداف

ا۔تعلیمات محمد وآل محمدؐ کی نشر واشاعت

۲۔مبلغین کی تربیت

۳۔دین مبین اسلام و مذہب حقہ پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات

۴۔فن ترجمہ وتحقیق سے آشنائی

۵۔غریب مؤمنین کی مدد

ابو طالبؑ انٹرنیشنل اسلامک انسٹی ٹیوٹ کے تحقیقی آثار

۱۔الصواعق الالٰھیۃ فی الرد علی الوھابیۃ

۲۔وہابیت عقل وشریعت کی نگاہ میں

۳۔سلف اور سلفی

۴۔وہابی افکار کا رد

۵۔نماز تراویح سنت یا بدعت

۶۔نماز میں ہاتھ کھولیں یا باندھیں؟

۷۔نظریہ عدالت صحابہ

۸۔عقد ام کلثوم

۹۔گریہ وعزاداری

۱۰۔شیعیان علیؑ کا مقام (اہل سنت کی نظر میں)

۱۱۔آگ اور خانہ زہراء سلام اللہ علیھا

۱۲۔ولادت امام مہدیؑ اور عصر غیبت میں وجود امامؑ کے فوائد

۱۳۔ندائے ولایت

۱۴۔گنہگار عورتیں

۱۵۔اعمال ماہ رمضان المبارک

۱۶۔شرح چہل حدیث امام مہدی علیہ السلام

۱۷۔حکومت امام مہدی علیہ السلام

۱۸۔القول الأظھر فی مناقب الصدیق الأکبر

۱۹۔ندائے اسلام (مجلّہ)

۲۰۔غصب اور خاموشی کیوں

۲۱۔ردالشبہات

۲۲۔حضرت زہراء سلام اللہ علیہا اور عالم برزخ